خطبہ جمعہ

جس قدر معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب دکھاتے رہے اس کا منبع یہی دعا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی دعا کیا کرتے تھے حالات کے مطابق کیا کرتے تھے

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف دعاؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۱/ اپریل ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۱/ شہادت ۱۳۷۹ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُبِكُمْ رَبِّى لَوْ لَا دُعَآؤُ كُمْ . فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾

(سورة الفرقان آيت ۷۸)

تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔ پس تم اُسے جھٹلا چکے ہو سو ضرور اس کا وبال تم سے چمٹ جانے والا ہے۔

یہ وہ آیت کریمہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تفسیر اً دکھایا گیا اور اس کا کیا معنی ہے یہ رؤیا میں آپؑ کو بتلایا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ ”انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بیکار کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّى لَوْ لَا دُعَآؤُ كُمْ ۔ میں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں، شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے۔ اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے جو انہوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے۔ میں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں۔ میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّى لَوْ لَا دُعَآؤُ كُمْ یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلا دیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا؟ آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی تو ہو۔ غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اس کی بقا کو عزیز رکھتا ہے اور جو اس کی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے اس لئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلورافارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے“۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۰ ،۱۷/ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

جیسا کہ اس آیت کے عنوان سے ظاہر ہے میں نے آج کے خطبہ کا موضوع دعا ہی کو بنایا ہے اس سے پہلے بارہا قرآنی دعاؤں کے متعلق اور ان کی تفصیل کے متعلق بیان کیا جا چکا ہے۔ اب میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ دعائیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مانگیں اور خود مانگیں۔ اشارۃً وہاں قرآن کا ذکر تو موجود ہے یا قرآن کی دعاؤں کا لیکن یہ ساری دعائیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے طور پر مانگا کرتے تھے۔

بخاری کتاب الایمان والنذر میں لکھا ہے عَن ابی هُرَيرةَ قَال قَال رُسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم۔ دو ایسے کلمات ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں مگر وزن کے لحاظ سے بہت بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ وہ کیا کلمات ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم۔ تو یہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم۔ قرآن کریم میں آیات تو ہیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس پہلو سے ان کو بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ آیات ہیں جو اگر پڑھی جائیں اور آنحضور کا دستور تھا کہ یہ تہجد میں ضرور پڑھا کرتے تھے اور ان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ باقی دعاؤں کو قبول فرما لیتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہی دعائیں رؤیا میں دکھائی گئیں اور ساتھ یہ بتایا گیا کہ اس میں یہ زائد کر لیا کرو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد۔ تو یہ پھر ایک مکمل دعا اپنی ذات میں بن جائے گی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا باقاعدہ اہتمام کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ کے بارہ میں نہ بتاؤں۔ راوی کہتے ہیں یا حضور نے یہ فرمایا تھا کہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا یہ خزانہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔ (مسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار)

حضرت شہر بن حوشبؓ سے روایت ہے جس کو میں اردو ترجمہ میں پڑھ دیتا ہوں ورنہ یہ پھر اصل عربی عبارت پڑھی گئی تو بہت دیر ہو جائے گی۔ حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امِ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ اے ام المومنین آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے یہاں ہوتے تھے تو زیادہ تر کون سی دعا کرتے تھے۔ اس پر امِ سلمہؓ نے بتایا کہ حضور علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے یَآ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور سے اس دعا پر مداومت کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا اے امِ سلمہ! انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جس شخص کو ثابت رکھنا چاہے تو اس کو ثابت قدم رکھے اور جس کو ثابت قدم نہ رکھنا چاہے اس کو ٹیڑھا کر دے۔ (ترمذی ابواب الدعوات)۔ تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن کے دل کے ٹیڑھا ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا اس کے باوجود اس قدر عاجزی اور انکسار سے خدا کے حضور دعا کیا کرتے تھے کہ میرا دل اگر سیدھا رہے گا تو تیری رضا کی وجہ سے ہی سیدھا رہے گا۔ جب تک تو راضی ہے میرا دل سیدھا رہے گا۔ جب تو نے آنکھیں پھیر لیں تو پھر یہ دل ٹیڑھا ہو جائے گا۔ اس لئے ہم لوگ عامۃ الناس جن کے دلوں کو ٹیڑھا کرنے کے ہزار مواقع پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کو تو بہت باقاعدگی سے اپنے لئے یہ دعا کرنی چاہئے۔

ایک اور حدیث مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ جس طرح تو نے میری شکل و صورت اچھی اور خوبصورت بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق و عادات بھی اچھے بنا دے۔

(مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۵۰)

ایک روایت میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو بے فائدہ ہو، اس دل سے جس میں تیرا خشوع نہیں، اس نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور اس دعا سے جو قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم كتاب الذكر والدعاء. باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم يعمل)

ایک اور جامع دعا ریاض الصالحین کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کیا کرتے تھے ۔اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةِ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةِ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ اے اللہ میں تیری رحمت کے موجبات، تیری مغفرت کے عزائم اور ہر گناہ سے سلامتی اور ہر نیکی سے وافر حصہ اور جنت کی کامرانی اور دوزخ سے نجات تجھ سے طلب کرتا ہوں۔

مسلم کتاب الذکر میں یہ روایت فروہ بن نوفل الاشجعی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میں اس عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کیا ہے اور اس کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا۔(مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار)۔ آنحضور ﷺ کے تو کسی عمل میں شر نہ تھا، نہ آئندہ ہوتا تھا مگر اس میں ہم لوگوں کے لئے نصیحت ہے کہ جو عمل شر والا کر بیٹھے ہوں اس کے نتیجہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی ضروری ہے لیکن جو عمل ابھی نہیں کیا اس کے شر اور اس کے نتیجے کے شر سے بھی خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

پھر مسلم کتاب الذکر میں یہ روایت حضرت عبد اللہ، آنحضور ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت کا طلبگار ہوں اور تقویٰ اور پاکدامنی اور استغناء کا طلبگار ہوں۔(مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار)

پھر یہ روایت مسلم کتاب الذکر سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد سے (دشمن) کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو مجھے گمراہی سے بچا۔ تو زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ جن و انس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔

ریاض الصالحین کتاب الدعوات سے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی گئی ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ میں نے اپنا آپ تیرے سپرد کر دیا ہے اور میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور میں صرف تجھ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیری خاطر جھگڑتا ہوں" یعنی میں اپنی خاطر نہیں جھگڑتا، تیری خاطر جھگڑتا ہوں" اور فیصلہ کے لئے تیری طرف آتا ہوں۔ پس تو مجھے بخش دے۔ میری وہ خطائیں جو مجھ سے سرزد ہو گئی ہیں اور جو مجھ سے ہونے کا امکان ہے اور جو خطائیں میں چھپاتا ہوں اور جو میں نے اعلانیہ کی ہیں۔ مُقَدِّم و مُؤخِّر تو ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ بعض روایوں نے اس پر یہ الفاظ زائد کئے ہیں آخر پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہ کوئی قوت اور کوئی طاقت سوائے اللہ کے اذن کے نہیں ہے۔

ایک حدیث زید بن ارقم سے مسلم کتاب الذکر سے مروی ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں تم سے صرف وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے ۔ آپ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں عاجز آجانے سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور بخل سے اور بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پس ایسے بڑھاپے سے بھی پناہ مانگنی چاہئے جس میں انسان عاجز آکر چھوٹے بچے کی طرح بیکار ہو جاتا ہے یعنی چھوٹے بچے کی طرح دوسروں پر سہارا کرتا ہے۔ "اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کا تزکیہ فرما کہ تُو تزکیہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے"۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک وصف قرآن کریم میں مُزَکِّی بھی بیان ہے۔ تو یہ جو تزکیہ کیا کرتا تھا، اللہ سے تزکیہ چاہتا تھا تو تزکیہ کیا کرتا تھا۔ اور ہر کس و ناکس کے لئے اس میں یہ نصیحت ہے کہ تم تزکیہ کرنے کے اہل نہیں ہو سکتے جب تک کہ خود اللہ سے اپنا تزکیہ نہ چاہو۔ پھر فرماتے ہیں تو ہی اس کا ولی اور مولا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جس میں خشیت نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو"۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار)

بخاری کتاب الدعوات میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جو ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کو زیبا ہے اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں اور اسی سے توبہ کی التجا کرنے والے ہیں۔ ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی"۔ اس میں آنحضور ﷺ اور صحابہ جو شامل ہوا کرتے تھے آنحضور ﷺ کے نزدیک اس کا کوئی عملاً وجود نہیں تھا۔ خدا ہی ان کے لئے لڑتا تھا اور خدا ہی ان کو زورِ بازو عطا فرماتا تھا جس کے ذریعہ سے وہ دشمن پر غالب آجایا کرتے تھے۔ پس یہاں تیرے ساتھ نہیں فرمایا کہ ہم تیرے ساتھ مل کر لڑتے ہیں۔ فرمایا تو اکیلا ہی ہے جو ہمارے دشمنوں کو شکست دیتا ہے۔

مسلم کتاب الذکر میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میرے لئے میرا دین سنوار دے جو کہ میرے ہر معاملہ میں میرے لئے باعث عصمت ہو اور میرے لئے میری دنیا کو بھی سنوار دے جو کہ میری زندگی گزرنے کی جگہ ہے اور میرے لئے میری آخرت سنوار دے جو کہ میرے لوٹنے کی جگہ ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر خیر اور بھلائی میں بڑھنے کا موجب بنا اور موت کو میرے لئے ہر شر سے بچنے کا موجب بنا دے"۔(مسلم کتاب الذکروالدعاء والتوبۃ والاستغفار)۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جو موت کے وقت اپنے شر کے نتائج دیکھنے کے لئے بلائے جاتے ہیں تو آنحضور ﷺ فرماتے ہیں میں موت کے دروازے سے امن اور خیر میں داخل ہوں۔

مُعْتَمِر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے انسؓ بن مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجز آجانے سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور بخل سے اور بڑھاپے سے"۔ عاجز آجانے سے، یعنی دنیا میں اپنے کاموں میں عاجز آجاؤں کچھ بھی کوشش کروں تو اس کو پھل نہ لگے یہ مراد ہے عاجز آجانے سے۔ اور "سستی سے" اکثر لوگ سستی کی وجہ سے تباہ ہوتے ہیں گھروں میں پڑے رہتے ہیں، رسیاں توڑتے رہتے ہیں چارپائیوں کی اور کوئی کام نہیں کر سکتے تو اس سے بھی اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے "اور بزدلی سے" جہاں بہادری کا موقع ہے وہاں بہادری دکھانی چاہئے۔ جہاں بزدلی کا موقع ہے وہ صرف ان معنوں میں ہوتا ہے کہ شر سے بچنے کے لئے انسان وقتی طور پر ایک طرف ہٹ جائے یہ بزدلی نہیں ہوتی۔ تو آنحضور ﷺ حقیقی معنوں میں بزدلی سے پناہ مانگتے تھے "اور کنجوسی سے" جو آپ کی سرشت میں تھی ہی نہیں۔ "اور بڑھاپے" سے اس وقت تک آپ نے عمر پائی جو نہایت فعال عمر تھی اور اپنا کام دنیا میں مکمل کئے بغیر آپ رخصت نہ ہوئے۔ اس وقت خدا نے آپ کو بلایا جب آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا اور بنی نوع انسان کے کام آچکا تھا۔ پھر فرماتے ہیں "میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں نیز زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں"۔(بخاری کتاب الدعوات)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ یہ دعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ میں عاجز آنے اور سستی اور بڑھاپے اور گناہ اور چٹی اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے اور آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے اور تونگری کے فتنے سے "یعنی دولت بھی انسان کے لئے فتنہ بن جاتی ہے "تیری پناہ مانگتا ہوں۔ نیز میں تیری پناہ مانگتا ہوں غربت کے فتنے سے"۔ جہاں امیری انسان کے لئے فتنہ بنتی ہے وہاں غربت بھی فتنہ بن جایا کرتی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّكُوْنَ كُفْرًا ۔ تو بہت سے بڑے بڑے فتنے دنیا میں غربت کی وجہ سے پیدا ہوئے، فقر کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم امیری کے فتنے سے بھی پناہ مانگتے تھے اور غربت کے فتنے سے بھی۔

"اور دجال کے فتنے سے"۔ جو یہ زمانہ ہے اور دجال کا یہ فتنہ بھی امیری اور غریبی کا فتنہ ہی ہے بعض قومیں جو Capitalist ہیں وہ بہت زیادہ امیر اور اپنی امارت کے فتنہ میں مبتلا ہو کر ناکام ہو چکی ہیں اور بہت سی اشتراکی حکومتیں ہیں جو غربت کی کوکھ سے پھوٹی ہیں اور دونوں فتنے ہیں اور دونوں ہی دجال کے فتنے ہیں۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام بہت مربوط ہوتا تھا۔ ایک آپ کی دعا کا ٹکڑا دوسری دعا کے ٹکڑے سے ملتا ہے اور غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کس قدر فصیح و بلیغ تھے اور کیسی فصیح و بلیغ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ فرمایا امیری کے فتنے سے غربت کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اے میرے اللہ میری خطائیں برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے ایسے پاک کر دے جیسے سفید کپڑے کو تو نے میل کچیل سے صاف کر دیا ہے۔ نیز میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ڈال دیا ہے"۔(بخاری کتاب الدعوات)۔

اب اولوں اور برف کے پانی سے دھونے سے کیا مراد ہے۔ دراصل سب سے زیادہ شفاف پانی وہی ہوتا ہے جو اولوں اور برف کی صورت میں اترتا ہے۔ ہر قسم کی گندگی، ہر قسم کی کثافت اس میں سے بجلیاں جلا دیتی ہیں اور وہی شفاف پانی ہے جو دراصل صفائی کر سکتا ہے۔ تو حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بظاہر سائنس کا علم نہ رکھنے کے باوجود خدا تعالیٰ کی آواز میں بولتے ہیں اور وہی کلمات کہتے ہیں جو حیرت انگیز طور پر سائنس کے رازوں سے بھی پردہ اٹھا رہے ہیں ورنہ حضور یہ بھی تو فرما سکتے تھے اپنی طرف سے کہ صاف پانی سے دھودے۔ عام صاف پانی کہاں اور کہاں آسمان سے اترنے والا صاف پانی۔

بخاری کتاب الدعوات میں حضرت ابو موسیٰ اَشْعَرِی سے روایت ہے کہ حضورؐ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میری خطائیں اور میری بھول چوک اور اپنے معاملہ میں میری کمی بیشی کو معاف فرمادے۔ نیز ہر اس چیز کو بھی جسے تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میرے مزاح اور میری سنجیدگی (کے نتیجہ میں ہونے والی باتیں) نیز میری غلطی سے اور مجھ سے عمداً سرزد ہونے والے امور کو بھی بخش دے اور یہ سب کچھ مجھ میں موجود ہے۔ مطلب یہ ہے بھول چوک بھی ہوتی ہے مجھ سے اور سنجیدگی سے بھی بات کرتا ہوں۔ مزاح سے بھی بچوں اور پیارے بچوں سے دل لگا کر بات ایسی کرتا ہوں جو ان کو عقل دینے والی ہو، ان کو سمجھانے والی ہو۔ مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ان کی دلآزاری کی جائے۔ تو یہ سارے مجھ میں موجود ہیں مزاح بھی اور سنجیدگی بھی اور ہر قسم کی باتیں۔ تو مجھ سے ان سب باتوں کی سزا کو معاف فرمادے، ان کے بد عمل سے مجھے محفوظ رکھ، اس کے نتیجوں سے مجھے محفوظ رکھ۔

پھر ترمذی کتاب الدعوات میں عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ داؤد ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا طالب ہوں اور اس کی محبت کا طالب ہوں جس سے تو محبت کرتا ہے اور تجھ سے ایسے اعمال کا طلبگار ہوں جس سے تو محبت کرتا ہے اور تجھ سے ایسے اعمال کا طلبگار ہوں جو مجھے تیری محبت کے مقام تک پہنچا سکیں۔ اے اللہ مجھے اپنی محبت میری جان سے، میرے اہل سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب کردے۔

یہ ایک ایسی دعا ہے جو ہر شخص آسانی سے یاد کر سکتا ہے یعنی انہی الفاظ میں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے استعمال فرمائے تھے اور بہت ہی عظیم الشان دعا ہے یہ۔ اصل الفاظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَالعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کرب کی حالت میں جو دعا مانگا کرتے تھے کسی قسم کی بے چینی اور کوئی دکھ لگا ہو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو جب کوئی پریشانی ہوتی یہ دعا کرتے یَآ حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ اے حی و قیوم خدا میں تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔ یہ وہ دعا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہمیشہ مانگی اور اس پر بہت زور دیا اور بار بار اپنی جماعت میں نصیحت کی کہ یہ دعا ضرور کیا کرو یَآ حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْث۔

بخاری کتاب الدعوات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ مشکل وقت میں یہ دعا مانگا کرتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ صاحبِ عظمت ہے اور حلیم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب بھی ہے۔

اب یہاں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ مختلف مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں کچھ مختلف ہیں حالانکہ مضمون ایک ہی ہے۔ یعنی پریشانی کی حالت میں بعض صحابہ کے نزدیک ایک دعا مانگی، بعض کے نزدیک دوسری مانگی۔ غرضیکہ پریشانی کی حالت تو اپنی جگہ رہی لیکن دعائیں کچھ بدلتی رہیں جس کا غالباً ایک یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ مختلف پریشانیوں کی نوعیت کے مطابق آپؐ کی دعا بدل جایا کرتی تھی۔ ہر پریشانی کی ایک نوعیت نہیں ہوتی۔ کئی قسم کی پریشانیاں آپ کو لاحق تھیں۔ بنی نوع انسان کی، ہمارے زمانہ کی پریشانیاں بھی، قیامت تک کے آنے والے وبالوں کی پریشانیاں بھی۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو بھی دعا پریشانیوں کے دور کرنے کے لئے کرتے تھے وہ حالات کے مطابق دعا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ مروی ہے اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ۔ یعنی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو شدید پریشانی ہوتی تھی تو کہتے تھے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ عرش کریم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔ پھر آپ دعا کیا کرتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل۔من مسند بنی ہاشم)

کسی کام کا ارادہ کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق یہ تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی کسی اہم کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے تھے تو یہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ یعنی اے اللہ تو اس کام میں میرے لئے خیر و برکت رکھ دے اور میرے لئے اسے چن لے۔ اِخْتَار کا مطلب چننا ہے۔

ابوداؤد کتاب الادب میں ایک روایت حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ”اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ میں گمراہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اسی طرح گمراہ کئے جانے سے بھی پناہ مانگتا ہوں“۔ یعنی خود گمراہ ہوں یا کوئی مجھے گمراہ کردے۔ ”پھسلنے اور پھسلائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔ خود غلطی کروں یا کوئی اور مجھے پھسلا دے۔ ”ظالم اور مظلوم بننے سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔ نہ میں کسی پر ظلم کرنے والا ہوں نہ کوئی مجھ پر ظلم کرنے والا ہو۔ ”اور اس بات سے کہ میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں اور اس پر زیادتی کروں یا مجھ سے ایسا ناروا سلوک کیا جائے“۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقول الرجل اذاخرج من بیتہ)

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابوامامہ سے روایت ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ دعائیں کیں۔ مگر ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اب یہ جو دعائیں ہیں آنحضور ﷺ کی یہ تو وہ چند دعائیں مَیں پیش کر رہا ہوں جو وقت کی نسبت سے میں نے چنی ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تو ساری رات بھی دعاؤں میں بسر ہوتی تھی۔ آنکھ کھلتی تھی تو دعا کرتے ہوئے کھلتی تھی، سوتے میں دعا کیا کرتے تھے، جاگتے میں دعا کیا کرتے تھے، اٹھتے میں دعا کرتے تھے، بیٹھتے میں دعا کرتے تھے۔ پس حضور اکرم ﷺ کی ساری دعائیں کس کو یاد رہ سکتی ہیں۔ لیکن اس کا حل بھی تو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہی بیان فرما دیا اور بہت ہی پیارا حل تجویز فرمایا۔ میں آپ کے سامنے یہ رکھتا ہوں۔

ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ دعائیں کیں مگر ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اتنی دعائیں، اتنی دعائیں! کون ہر وقت یاد رکھ سکتا ہے۔ تو ابوامامہ نے صاف بات کی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ نے بہت کثرت سے دعائیں کی ہیں مگر ہمیں تو کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں جو ان سب دعاؤں کے جامع ہوں، جو میں نے دعائیں کی ہیں ان سب کو اکٹھا کردیں، ان کا نچوڑ ہو، ایسی دعا نہ سکھاؤں؟ تو انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ!۔ فرمایا تم کہو اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا طالب ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے طلب کی۔ اور ان چیزوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن کے شر سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔ تو ہی ایسا وجود ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اپنے مطالبات تجھ تک ہی پہنچائے جاتے ہیں۔ اور نیکی بجا لانے اور برائی سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں سوائے اللہ کی مدد کے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریریں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کے متعلق ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دعائیں کرتے رہے وہ بھی اسی طرح بے شمار ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مانگیں اور ان کا یاد رکھنا بھی سب کے لئے ممکن نہیں۔ پس ان دعاؤں کے وقت بھی یہی دعا کرنی چاہئے کہ جیسے تیرے بندے غلام احمد نے تیرے حضور دعائیں کی تھیں دن کو بھی اور رات کو بھی، ہر مسئلے میں، ہر مشکل کے وقت ہمیں بھی ویسی ہی دعاؤں کی توفیق عطا فرما۔ اور وہ دعائیں جو آپ نے مانگیں گویا ہم نے بھی وہی مانگی ہیں۔ پس یہ وہ طریق ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

اولین کو بھی سکھا گئے اور آخرین کو بھی۔

"آنحضرت ﷺ کی دعائیں دنیا کے لئے نہ تھیں بلکہ آپ کی دعائیں یہ تھیں کہ بت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور یہ انقلاب عظیم میں دیکھ لوں کہ جہاں ہزاروں بت پوجے جاتے ہیں وہاں ایک خدا کی پرستش ہو۔ پھر تم خود ہی سوچو اور مکہ کے انقلاب کو دیکھو جہاں بت پرستی کا اس قدر چرچا تھا کہ ہر ایک گھر میں بت رکھا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاریوں ہی نے ان کو توڑا اور ان کی مذمت کی۔ یہ حیرت انگیز کامیابی، یہ عظیم الشان انقلاب کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے پیغمبر ﷺ نے کر کے دکھایا۔ یہ کامیابی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا"۔

(ملفوظات جلد سوم جدیدایڈیشن صفحہ ۵۲۴-۵۲۵)

اگر اللہ تعالیٰ سے انسان قوت قدسی نہ مانگے اور مدد نہ مانگے بت شکنی میں تو آدمی کے نفس کے بت بھی نہیں ٹوٹتے۔ ہزاروں بت چھپے ہوئے ہیں ایک کے بعد دوسرے۔ اس لئے وہی دعائیں کرنی چاہئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی متابعت میں کیں۔

پھر آنحضورؐ کی دعاؤں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدا تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپ نے مانگیں۔ جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا اثر تھا۔ ورنہ صحابہ (رضوان اللہ) کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ قوم کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے تقویٰ اور طہارت کو اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تب ہی کچھ بن سکے گا"۔(ملفوظات جلد پنجم، جدید ایڈیشن صفحہ۵۹)

پھر فرماتے ہیں: "جو تضرع اور زاری آپ نے اس مکی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ پھر آپ کی تضرع اپنے لئے نہ تھی بلکہ یہ تضرع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام و نشان چونکہ مٹ چکا تھا اور آپ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذت اور سرور آ چکا تھا اور فطرتاً دنیا کو اس لذت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ ادھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ وزاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَ لَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ یہ آپ کی متضرعانہ زندگی تھی اور اسم احمد کا ظہور تھا اس وقت آپ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی اور اسم محمد کی تجلی کے وقت ہوا جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ"۔(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۲۸-۱۲۹)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ آخری اقتباس بہت پر زور ہے اور جتنی دفعہ یہ پڑھا جائے اس کی لذت کم نہیں ہوتی، ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے والا کلام ہے۔ فرماتے ہیں:

"جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں"۔ یہی دعا سے مراد خصوصی کوئی دعا نہیں بلکہ دعا ہی ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ جتنی بھی دنیا میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، جتنے بھی اولیاء کرامتیں دکھلاتے ہیں وہ دعا ہی کے نتیجہ میں ایسا کرتے ہیں۔

فرمایا: "وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ" (برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰-۱۱)۔ یعنی اے میرے اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ کس حد تک۔ جس حد تک آپ کا ہم اور غم دنیا کے لئے تھا اور حزن ایسا جو اپنی امت کے لئے ہمیشہ کے لئے تھا، قیامت تک کے لئے اپنی امت کے لئے آپ کا دل غمگین رہتا تھا کہ یہ کہیں بے راہرو نہ ہو جائے۔ پس اسی طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر بھی اپنی رحمت کے انوار ابدالآباد تک نازل کرتا رہ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔